مقالہ

شریک حیات سے جبری مباشرت(Marital Rap)

کامغربی قانون اور اسلامی نقطہ نظر

Author (1)

(1) Dr. Syed Attaullah Bukhari

Lecturer Cadet College Ghotki, Sindh

03313518237

syedatta4@gmail.com

Author (2)

(2) Prof: Dr. Hafiz Muhammad Sani

Department Of Islamic Studies, Federal Urdu University Of Arts, Sciences & Technology, Karachi.

Tel-03333504207

شریک حیات سے جبری مباشرت(Marital Rap)

کا مغربی قانون اور اسلامی نقطہ نظر

Western Canon on Marital Rape and Islamic View Point

Dr.Syed Attaullah Bukhari
Lecturer Cadet College Ghotki
syedatta4@gmail.com
0331-3518237,03133063143

Prof: Dr. Hafiz Muhammad Sani
(Department Of Islamic Studies,
Federal Urdu University Of Arts,
Sciences & Technology, Karachi.
Tel-03333504207

Abstract

Marital rape is the partners is not ready for having sex or we may term it sex without mutual consent. Many countries have framed constitutions in way that the said activity is termed a crime and punishment varies from fine to imprisonment in different countries. If one does marital rape the partner may face anxiety, fear, extreme sadness, suicidal attempts and much more. Few of the short term effects of marital rape are miscarriages, slow growth of babies before delivery, infection of private parts, STD's and infertility. This is causing restlessness and other bad impacts on our society. Islam's point of view of making home the center of pleasure, peace and happiness and it is mandatory to have understanding between both of the partners in order to make such ideal environment. The marital relationship is not just the name of sexual pleasure but it is also includes love, care and sincerity which makes human different than animals otherwise the animals also get themselves indulged into the above mentioned activity. For making the relationship ideal it should not be permitted to make extra marital relations to anyone and there should be proper check and balance for that including reward and punishment. Islam condemns every act of harassments and suggests punishment for extra marital relationship. Islam forbids every activity that tries to cross the set limits. Rather the religion provides a beautiful way making halal relationship after having Nikkah avoiding any such act that harms the ideal relationship.

Keywords: Marital Rape, Married life, Harassment, Sexual Violence

اسلام ایک ایسا دین ہے جس کے بیان کردہ احکامات و معاملات میں انسانی فطرت کو ملحوظ رکھا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ انسانی معاشرے میں پہنچنے والے مسائل میں اسلامی احکامات کی روشنی میں ان مسائل کا حل تلاش کیا جاتا ہے، بسا اوقات کچھ مسائل اور موضوعات اس حد تک

عام ہوتے ہیں جن کا ذکر متعلقہ موضوع پر دستیاب کتابوں وغیرہ میں باآسانی مل جاتا ہے ،اور بسااوقات بعض نازک موضوعات سامنے آتے ہیں جن پر قلم اٹھانے سے پہلے ،الفاظ کے چناؤ سے پہلے دس بار سوچنا پڑتا ہے ،کیوں کہ عام طور پر ایسے مسائل پر لکھنا تیز دھار تلور پر چلنے کے مانند ہے ،لیکن جب مختلف افراد کی طرف سے سوالات آنے لگیں تو اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سماج میں یہ مسائل پیدا ہو رہے ہیں ،لہذا ایسے مسائل پر اسلام کا نقطۂ نظر پیش کرنا وقت کی ضرورت بن جاتا ہے۔ سوشل میڈیا اور دیگر حلقہ جات میں آج کل ایک اصطلاح، میریٹل ریپ (Marital Rape)ازدواجی عصمت دری، کا بہت چرچہ ہے اور بہت جوش و خروش کیساتھ اس ٹرینڈ کو پروموٹ کیا جارہا ہے۔ مذکورہ موضوع کے مطابق مغرب میں کچھ عرصہ قبل اس کے حوالے سے قانونی بحث مباحثہ چھڑا ہوا تھا، جس کی وجہ سے وہاں کے متعدد ممالک میں قوانین بھی بن گئے ہیں کہ شریک حیات کی مرضی کے بغیر اس سے جبری مباشرت قائم کرنا غیر اخلاقی اور غیر قانونی اور قابل تعزیر جرم ہے ،وہاں تو اس کا پس منظر بے محابا آزادی ہے کہ ہر شخص کو آزادی حاصل ہے ،کسی دوسرے کو اس پر قدغن لگانے کا حق نہیں ہے ، جنسی تعلق کسی سے اس کی مرضی سے ہی قائم کیا جاسکتا ہے ،اس کی مرضی کے بغیر نہیں، حتی کہ بیوی کے معالے میں شوہر کو بھی نہیں اور اب یہ موضوع ایشائی ممالک ،یورپین ممالک وغیرہ میں بھی قانونی حیثیت اختیار کرتا جارہا ہے، زوجین کا باہم عملِ مباشرت ایک فطری اور مطلوب عمل ہے_ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ''صدقہ'' سے تعبیر کیا ہے_ آپ کا ارشاد **وفي بضع أحدكم صدقة** "تمھارا اپنی بیوی سے مباشرت کرنا صدقہ ہے"_

اسلام نے عورت کو ہر طرح کے حقوق سے نوازا ہے ، جس اسلام نے شوہر کے حقوق بیان فرمائے وہاں بیوی کے بھی حقوق بیان کئے ،مرد وعورت کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ،نیک فرمانبردار بیوی کو جنت کی بشارت عطا فرما کر عورت کی عزت میں اضافہ کیا ہے ۔ مغربی ممالک سمیت برصغیر میں بھی عورت پر تشدد واقعات ، جن میں ہراسگی ،کاروکاری ، ظلم وستم ، سسرال کی جانب سے کیے جانے والے مظالم جیسے واقعات روز بروز زور پکڑتے جارہے ہیں ، جن میں سے ایک مسئلہ شادی شدہ عورت (بیوی) کے ساتھ جنسی زیادتی کے واقعات بھی ہیں جس کے پیش نظر مغرب ممالک سمیت دنیا بھر میں قانون سازی کی جارہی ہے۔

عصمت دری خواتین کی رازداری اور سالمیت کی خلاف ورزی کی ایک انتہائی ظالمانہ شکل ہے۔ ازدواجی زیادتی کا مطلب مرد کے ذریعہ ناپسندیدہ وقت میں جماع سے ہوتا ہے جو اس کی بیوی کے ذریعہ اضطراری ، جبری ، زبردستی ، یا جسمانی تشدد کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے ازدواجی زیادتی صرف طاقت کے استعمال ،بدتمیزی یا عصمت دری / جنونی عصمت دری کے ذریعہ ہوسکتی ہے۔ یہ شوہر کے ذریعہ بیوی کے خلاف جسمانی اور جنسی زیادتی کا نشانہ بننا ایک گھناونا فعل ہے۔

ملک میں عصمت دری میں اضافے کی تشویشناک شرح کے ساتھ ، قانون سازوں نے خواتین کے تحفظ کے لئے مزید سخت قوانین بنائے ہیں۔ لیکن پھر بھی بہت کچھ باقی ہے۔ قانون سازوں کے ذریعہ چند قوانین کو نظرانداز کیا گیا ہے۔ شادی ، جو دنیا کا سب سے پرہیزگار رشتہ ہے اپنی پاکیزگی کو کھو رہا ہے۔ شوہر اسے خواتین پر تشدد اور زیادتی کے جبری ، عدم رضا کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ اس

صورت حال میں ایک نقطہ نظریہ سامنے آیا ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ ازدواجی زیادتی کے مرتکب شخص کو مجرم قرار دیا جائے کیونکہ یہ بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔

میریٹل ریپ کیا ہے؟

Marital rape is just like any other "kind" of rape - that is, forcible unwanted sexual contact- Except that it occurs between two people who are married[2]

ازدواجی زیادتی بھی اریپ کی ایک قسم ہے یعنی عصمت دری یعنی زبردستی ناپسندیدہ جنسی رابطہ-سوائے اس کے کہ یہ شادی شدہ دو افراد کے مابین ہوتا ہے۔اسی لیے انگریزی میں اسے "میریٹل ریپ" کہا گیا ہے،اور اردو میں جبری مباشرت،ازدواجی زیادتی، کہا جاتا ہے۔

اصطلاحی مفہوم:

ازدواجی عصمت دری سے مراد مرد کا اپنی شریک حیات سے بالجبر،اس کی عدم رضا کی صورت میں ناپسندیدہ جماع ہے، تسکین کے حصول کے لئے مخصوص ایام، یا غیر فطری طریقہ، مار پیٹ، جسمانی تشدد، طلاق کی دھمکیاں، دیناوغیرہ شامل ہیں، یعنی شریک حیات سے ایسے وقت میں جماع کرنا جب وہ رضامندی دینے سے قاصر ہے۔

سوشل میڈیا پر عصر حاضر میں ایک اصطلاح، میریٹل ریپ (Marital Rape) کا بہت چرچہ ہے، بہت جوش و خروش کیساتھ اس ٹرینڈ کو پروموٹ کیا جارہا ہے۔میریٹل ریپ کو سمجھنے سے پہلے ہمیں ریپ (Rape) کو سمجھنا ہوگا۔ریپ کہتے ہیں کسی لڑکی سے اس کی مرضی کے بنا زبردستی جنسی تعلق قائم کرنا۔۔اور میریٹل ریپ ہوا، بیوی کی مرضی کے بغیر اس سے جنسی تعلق قائم کرنا۔

جبری مباشرت کے متعلق رپورٹس کا جائزہ:

2013 میں،اقوام متحدہ کے ایک سروے میں پتہ چلا ہے کہ بھارت پاکستان سمیت ایشیا پیسیفک کے چھ ممالک میں 10،000 مردوں سے پوچھ گچھ کی گئی جنہوں نے اعتراف کیا کہ وہ اپنی شریک حیات کے ساتھ زیادتی کرتے ہیں۔اس تحقیق میں پتا چلا ہے کہ یہ ایسے مردوں کا خیال ہے کہ وہ اپنے ساتھی کی رضامندی کے بغیر بھی جنسی تعلقات کے حقدار ہیں۔[3]

حالیہ رپورٹ کے مطابق ایک گائنی کی ڈاکٹر نے ٹویٹ بھی کی تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ ان کے پاس میریٹل ریپ کا شکار خواتین کس بری حالت میں لائی جاتی ہیں۔ڈاکٹروں کے سامنے تو ایسی خواتین اپنا دکھ اور پریشانی بیان کرسکتی ہیں مگر اپنے گھر والوں کے سامنے وہ اگر اس کا اظہار کریں تو الٹا انھیں اپنا گھر بچانے کے لیے چپ رہنے کو کہا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ 2006 میں خواتین کی حفاظت کا قانون آنے کے بعد بھی اس طرح کے کیس رپورٹ نہیں ہوتے۔یا یہ مشورہ دے دیا جاتا ہے کہ اگر اتنا ہی اپنے شوہر سے تنگ ہو تو اسے چھوڑ کیوں نہیں دیتی، تو یہ بھی کوئی حل نہیں ہے کیونکہ ہمارے سماج میں عورت گھر چھوڑ کر اور مصیبت میں پھنس جاتی ہے[4]۔

اقوام متحدہ کے پاپولیشن فنڈ اور انٹرنیشنل سنٹر کے 2014 کے ایک مطالعہ سے پتہ چلا خواتین پر 60 % مردوں نے تسلط قائم کرنے کے لئے لات مارنا، مارنا، تھپڑ مارنا، گھٹن مارنا، زدو کوب کرنا، تشدد کا استعمال کرنے کا اعتراف کیا۔

موجودہ دور میں، مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ شادی شدہ خواتین میں سے 10 سے 14 فیصد کے درمیان ان کے شوہروں نے عصمت دری کی ہے: زنانہ عورتوں کے طبّی نمونوں میں ازدواجی عصمت دری کے واقعات 1/3 سے 3 تک بڑھ جاتے ہیں۔ کسی کے شریک حیات کی طرف سے جنسی زیادتی کا ارتکاب تقریباً 25٪ عصمت دری کا ہوتا ہے۔ وہ عورتیں جو ازدواجی زیادتی کا اصل نشانہ بنیں، وہ ہیں جو بھاگنے کی کوشش کرتی ہیں۔ جنسی زیادتی کے مجرمانہ عمل کا ارتکاب دیگر اعمال کے ذریعہ ہو سکتا ہے، جس میں منہ یا مقعد سے جننانگ رابطہ ہونا یا اندام نہانی یا مقعد میں کسی چیز کا داخل ہونا سبھی متاثرہ فرد کی رضامندی کے بغیر ہو سکتا ہے۔ یہ عورتوں پر مردوں کی برتری اور زور دینے کا شعوری عمل ہے [5]۔

دیگر ممالک میں ازدواجی تعلقات کی قانونی حیثیت:

1993 میں، جنسی جرائم کے کم سے کم ایک حصے کے تحت، امریکہ کی پچاس ریاستوں میں ازدواجی زیادتی ایک جرم بن گیا [6]۔

تاہم، یہ امر قابل ذکر ہے کہ ریاستوں میں سے صرف ایک اقلیت نے از حد طور پر ازدواجی عصمت دری کو ختم کر دیا ہے، اور کہ یہ کسی نہ کسی تناسب میں باقی ہے۔ زیادہ تر امریکی ریاستوں میں، مزاحمت کے تقاضے ابھی بھی لاگو ہوتے ہیں [7]۔

سترہ ریاستوں اور کولمبیا میں، شوہروں کو عصمت دری کے استغاثہ سے کوئی استثنیٰ حاصل نہیں ہے۔ تاہم، تریسٹھ ریاستوں میں، اب بھی شوہروں کو عصمت دری کے استغاثہ سے چھوٹ دی گئی ہے۔

نیوزی لینڈ میں، ازدواجی زیادتی کی چھوٹ 1985 میں ختم کر دی گئی تھی جب موجودہ دفعہ 128 کرائم ایکٹ، 1961 نافذ کیا گیا تھا۔ سیکشن IV اب یہ فراہم کرتی ہے کہ کسی دوسرے شخص کے ساتھ جنسی تعلق کے سلسلے میں کسی فرد کو جنسی تشدد کا مجرم قرار دیا جا سکتا ہے [8]۔

میکسیکو میں، ملک کی کانگریس نے ایک بل کی توثیق کی ہے جس کے تحت گھریلو تشدد کے حامل فرد کو قانون کے ذریعہ سزا دی جا سکتی ہے۔ اگر سزا سنائی جاتی ہے تو ازدواجی زیادتی کرنے والوں کو 16 سال قید ہو سکتی ہے۔

سری لنکا میں، ضابطہ اخلاق میں حالیہ ترمیم ازدواجی عصمت دری کو تسلیم کرتی ہے لیکن صرف عدالتی طور پر الگ ہونے والے شراکت داروں کے حوالے سے، اور حقیقت میں ساتھ رہنے والے شراکت داروں کے تناظر میں عصمت دری کے بارے میں فیصلہ دینے میں بڑی ہچکچاہٹ محسوس ہوتی ہے۔ تاہم، کچھ ممالک نے ازدواجی تعلقات کو گھر میں ہونے والے تشدد کے احاطہ کے طور پر قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے ازدواجی زیادتی کے خلاف قانون سازی کرنا شروع کر دی ہے۔

ازدواجی زیادتی کو جرم قرار دینے والے ممالک میں ترکی (2005)، کمبوڈیا (2005)، ماریشیس شامل ہیں (2007)، گھانا (2007/1998)، ملائیشیا (2007)، تھائی لینڈ (2007)، تیونس (2008)، روانڈا (2009)، جنوبی کوریا (2009)، اور جمیکا (2009)۔ ممالک شامل ہیں [9]۔

شریک حیات سے جنسی زیادتی کے حوالے سے اسلامی نقطہ نظر:

خواتین کی عزت واحترام کا تصور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں:

اسلام نے عورتوں کے حقوق کو جس دل پذیر اور اثر انگیز انداز میں بیان کیا ہے وہ مہذب دنیا کی آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہے، اسلام نے مرد پر ہر حیثیت میں خواہ عورت ماں ہو، بہن، بیوی، بیٹی، اس کی عزت واحترام اور اس سے حسن سلوک کی تعلیم دی ہے، اسلام نے ہر حیثیت میں عورتوں کی عزت کرنے کا حکم دیا ہے اس کے احترام کی تعلیم فرمائی ہے۔اسلام مرد اور عورتوں کو مساوی حقوق دیتا ہے، لیکن یہ حقوق مساوی ہیں، یکساں نہیں ہیں۔اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تو مرد اور عورت ایک دوسرے کے لیے تکمیل کا ذریعہ ہیں، ان کے درمیان باہمی شراکت کار ہوتی ہے، گویا گر دونوں اپنا اپنا کردار اسلامی احکام کے مطابق ادا کریں گے تو ان کے درمیان نہ کبھی رقابت ہوگی اور نہ مخالفت۔اسلام نے عورت کو وہ تمام حقوق عطا کیے ہیں جو اس کا بنیادی حق ہیں، بلکہ عورت کو صحیح معنوں میں تمام شعبہائے زندگی کے تمام مواقع پر عملاً وہ اختیار، وہ حقوق اور وہ مراتب عطا کیے جن کی بدولت اسے اپنا جائز مقام حاصل ہو۔ چنانچہ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

"ومن یعمل من الصالحات من ذکر او انثیٰ وھو موٴمن فاولئك یدخلون الجنة ولا یظلمون نقیرا"[10] ترجمہ: "اور جو کوئی نیک عمل کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ایسے ہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے حق میں ذرہ برابر بھی حق تلفی نہیں کی جائے گی"۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اسلام میں جنت کے حصول کے لئے جنس کی کوئی شرط نہیں بلکہ جو کوئی بھی مرد یا عورت ایمان کی حالت میں نیک عمل کرے گا، اسے اللہ تبارک وتعالیٰ جنت عطا فرمائیں گے۔ دوسری جگہ سورہ احقاف میں اللہ تبارک وتعالیٰ والدین کے حقوق کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں:

"ووصینا الانسان بوالدیه احسنا حملته امه کرها ووضعته کرها وحمله وفصله ثلثون شهرا"[11]

"اور ہم نے انسان کو ہدایت کی کہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کریں۔(اس لیے کہ) اس کی والدہ نے مشقت اٹھا کر اس کو پیٹ میں رکھا اور مشقت اٹھا کر اس کو پیدا کیا اور اس کے حمل اور دودھ کے چھڑانے میں تیس مہینے لگ گئے"۔

اسلام ماں بننے کے عمل کی عظمت اور اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے عورت کو اس حوالے سے انتہائی اعلیٰ اور ارفع مقام عطا کرتا ہے۔ چنانچہ یہ بات واضح ہے کہ اسلام عورت اور مرد پر یکساں اخلاقی ذمہ داریاں عائد کرتا ہے اور دونوں کے لیے ایک جیسی حدود وقیود نافذ کرتا ہے۔

اسلام میں نکاح کی اہمیت:

اسلام نے نے نکاح کی نہ صرف اجازت دی ہے بلکہ اسے پسند کیا ہے اور اس کی ترغیب دی ہے اور تجرد کی زندگی کو منع کیا ہے، مسلم سماج کے بے نکاح لوگوں کو نکاح کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ارشاد ہوا

وانکحوا الایامیٰ منکم [12]

اور تم اپنے بے نکاح مردوں اور عورتوں کا نکاح کردو

عورتوں کی تجرد کی زندگی کو روکتے ہوئے فرمایا گیا

فَلَا تَعۡضُلُوۡهُنَّ اَنۡ يَّنۡكِحۡنَ اَزۡوَاجَهُنَّ [13]

نکاح کرنے سے نہ روکو ' جب وہ دستور کے مطابق ایک دوسرے سے راضی ہو جائیں

انبیاء کو اوصاف میں یہ بات شمار کی گئی کہ وہ شادی شدہ اور صاحب اولاد ہوا کرتے تھے، اس حوالے سے ارشاد فرمایا گیا ہے

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلًا مِّنۡ قَبۡلِكَ وَجَعَلۡنَا لَهُمۡ اَزۡوَاجًا وَّذُرِّيَّةً

اور بیشک ہم نے آپ سے پہلے رسول بھیجے تھے اور ہم نے ان کے لیے بیویاں اور اولاد بھی بنائی [14]

اپنے صالح بندوں کی اس دعا کو سراہا گیا کہ وہ سکون بخش بیوی اور اولاد کے لئے خدا کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں

وَالَّذِيۡنَ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا هَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعۡيُنٍ [15]

اور وہ لوگ یہ دعا کرتے ہیں اے ہمارے رب ! ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقین کا امام بنادے

حدیثیں بھی کثرت سے نکاح کی ترغیب اور حوصلہ افزائی کے سلسلہ میں موجود ہیں، آپ ﷺ نے نوجوانوں کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو نکاح کی استطاعت رکھتا ہو وہ ضرور ہی نکاح کرلے؛م فرمایا کہ یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءة فلیتزوج [16] اے گروہ نوجوانان ! تم میں جسے نکاح کی طاقت ہو وہ نکاح کرے۔

اسی طرح ایک مرتبہ جب بعض صحابہ کرام نے عبادت وریاضت میں یکسوئی ودلچسپی کے پیشِ نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قوت شہوت کو ختم کردینے کی خواہش ظاہر کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرمایا اور شادی نہ کرنے کو زندگی سے فرار اختیار کرنا قرار دیا۔ اس لیے کہ اسلام زندگی سے فرار کی راہ کو بالکل ناپسند کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے

": وَاللهِ اِنِّيۡ لَاَخۡشَاكُمۡ لِلّٰهِ وَاَتۡقَاكُمۡ لَه وَلٰكِنِّيۡ اَصُوۡمُ وَاُفۡطِرُ وَاُصَلِّيۡ وَاَرۡقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنۡ رَغِبَ عَنۡ سُنَّتِيۡ فَلَيۡسَ مِنِّيۡ "بخدا میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ اس کی ناراضگی سے بچنے والا ہوں (لیکن میرا حال) یہ ہے کہ میں کبھی نفل روزے رکھتا ہوں اور کبھی بغیر روزوں کے رہتا ہوں راتوں میں نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور شادی بھی کرتا ہوں (یہ میرا طریقہ ہے) اور جو میرے طریقے سے منہ موڑے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں [17]۔

آپؐ نے نکاح کو نہ صرف اپنی سنت بلکہ اللہ کے رسولوں اور نبیوں کی سنت قرار دیا[18]

شریک حیات کی عزت واحترام:

انسان کو نکاح کے ذریعہ صرف جنسی سکون ہی حاصل نہیں ہوتا بلکہ قلبی سکون ذہنی اطمینان غرض کہ ہر طرح کا سکون میسر ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے "هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا[19] "، وہی اللہ ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور پھر اسی کی جنس سے اس کا جوڑا بنا دیا تا کہ وہ اس سے سکون حاصل کرے۔ اس آیت سے ازدواجی رشتے اور عورت کی اہمیت معلوم ہوتی ہے کہ عورت مرد کے حق میں ایک انمول تحفہ ہے اور مرد کے لئے باعث سکون واطمینان ہے لہٰذا جو مرد عورت کی قدر کرتا ہے وہ کامیاب اور پر سکون زندگی گزارتا ہے۔ اگر انسان نکاح سے جو انسانی فطری ضرورت ہے منھ موڑنے کی کوشش کرتا ہے تو انسان کو خطرناک نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ نکاح کے بغیر سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔

مرد وعورت کے تعلقات، کی اہمیت اور نزاکت کو پیش نظر رکھتے ہوئے قرآن کریم نے اس کے نازک جزوی مسائل بھی صراحت کے ساتھ بیان فرمائے ہیں، ایک ایک چیز کو کھول کھول کر بیان کر دیا ہے، اور نبی کریم ﷺ نے اس کی تشریح فرمائی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ وجہ اس کی یہ ہے کہ مرد وعورت کے تعلقات اور انسان کی گھریلو زندگی پورے تمدن کی بنیاد ہے اور اس پر پورے تہذیب و تمدن کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ اگر مرد وعورت کے تعلقات استوار ہیں، خوش گوار ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے حقوق ادا کر رہے ہیں تو اس سے گھر کا نظام درست ہوتا ہے اور گھر کا نظام درست ہونے سے اولاد درست رہتی ہے اور اولاد کے درست ہونے سے معاشرہ سنورتا ہے اور اس پر پورے معاشرہ کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ اس واسطے سے اس کو "عائلی احکام" یعنی گھرداری کے احکام کہا جاتا ہے، اس لئے قرآن کریم نے ان تعلقات کی چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی بیان فرمایا ہے۔ اسی لیے اسلام میں نکاح کو نہ صرف ایک رسمی حیثیت حاصل ہے بلکہ قرآن وحدیث میں اپنی شریک حیات کے ساتھ حسن سلوک، عزت واحترام کا حکم بھی دیا گیا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ"[20]۔

"یعنی بیویوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرو"۔

اور حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِنِسَائِهِمْ۔[21]

"تم میں سے کامل ایمان والے مومن وہ ہیں جو حسن خلق کے حامل ہیں اور تم میں بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہو"

ایک دوسری حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا[22]۔

''یعنی عورتوں کے حق میں بھلائی کرنے کی نصیحت کو قبول کر لو''۔ یعنی ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرو''۔

نکاح: انسانی فطرت کا جائز راستہ:

ان سارے احکام کا مقصد در حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مرد و عورت کے اندر فطری طور پر ایک جنسی جذبہ اور خواہش رکھی ہے۔ اور اس فطری جذبے اور خواہش کی تسکین کے لئے ایک حلال راستہ تجویز فرمادیا ہے، وہ ہے نکاح کا راستہ۔ اور شوہر بیوی کے تعلقات میں اس ضرورت کو پورا کرنا اولین اہمیت کا حامل ہے، اس لئے ازدواجی تعلق کے حوالے سے حلال کے سارے راستے کھول دیئے۔ تاکہ کسی بھی مرد و عورت کو حرام طریقے سے اس جذبہ اور خواہش کی تسکین کا خیال پیدا نہ ہو بیوی کو شوہر سے تسکین ہو اور شوہر کو بیوی سے تسکین ہو تاکہ ناجائز اور حرام ذرائع کے حصول وار تکاب اور دوسروں کی طرف دیکھنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔

لہذا آپ ﷺ کی تعلیمات میں میاں بیوی کے درمیان ملاپ کو صدقہ قرار دیا گیا ہے، اس سلسلے میں یہ روایت ملاحظہ فرمائیں۔

حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَهَبَ الْأَغْنِيَاءُ بِالْأَجْرِ يُصَلُّونَ وَيَصُومُونَ وَيَحُجُّونَ قَالَ وَأَنْتُمْ تُصَلُّونَ وَتَصُومُونَ وَتَحُجُّونَ قُلْتُ يَتَصَدَّقُونَ وَلَا نَتَصَدَّقُ قَالَ وَأَنْتَ فِيكَ صَدَقَةٌ رَفْعُكَ الْعَظْمَ عَنْ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ وَهِدَايَتُكَ الطَّرِيقَ صَدَقَةٌ وَعَوْنُكَ الضَّعِيفَ بِفَضْلِ قُوَّتِكَ صَدَقَةٌ وَبَيَانُكَ عَنْ الْأَرْثَمِ صَدَقَةٌ وَمُبَاضَعَتُكَ امْرَأَتَكَ صَدَقَةٌ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ نَأْتِي شَهْوَتَنَا وَنُؤْجَرُ قَالَ أَرَأَيْتَ لَوْ جَعَلْتَهُ فِي حَرَامٍ أَكَانَ تَأْثَمُ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَتَحْتَسِبُونَ بِالشَّرِّ وَلَا تَحْتَسِبُونَ بِالْخَيْرِ[23]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! سارا اجر و ثواب تو مالدار لوگ لے گئے کہ نماز پڑھتے ہیں روزے بھی رکھتے ہیں اور حج بھی کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ کام تو تم بھی کرتے ہو میں نے عرض کیا کہ وہ صدقہ خیرات کرتے ہیں لیکن ہم صدقہ خیرات نہیں کر سکتے نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ تو تم بھی کر سکتے ہو، راستے سے کسی ہڈی (ضرر رساں اور تکلیف دہ شے) کو اٹھا دینا صدقہ ہے کسی کو راستہ بتا دینا صدقہ ہے اپنی طاقت سے کسی کمزور کی مدد کرنا صدقہ ہے زبان میں لکنت والے آدمی کے کلام کی وضاحت کر دینا صدقہ ہے اور اپنی بیوی سے مباشرت کرنا بھی صدقہ ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہمیں اپنی "خواہش" پوری کرنے پر بھی ثواب ملتا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ بتاؤ کہ اگر یہ کام تم حرام طریقے سے کرتے تو تمہیں گناہ ہوتا یا نہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم گناہ کو شمار کرتے ہو نیکی کو شمار نہیں کرتے۔

شریک حیات سے جنسی تشدد کی ممانعت:

مخصوص ایام میں مباشرت کی ممانعت:

اسلامی تعلیمات جس میں ہماری تمام ضروریات زندگی کو برملا بیان کر دیا گیا ہے اور تمام آداب حیات کو واضح طور پر ظاہر کر دیا گیا ہے تاکہ مسلمان کسی بات میں جاہل نہ رہیں۔ حسن معاشرت اخلاق کا ایک اہم حصہ ہے اور وظائف جنسی کی تشریح و توضیح ان حالات میں اور بھی ضروری ہو جاتی ہے، جبکہ قوم میں شہوانی جذبات زیادہ ہوں، نزولِ قرآن حکیم کے زمانہ میں بعض ایسے افراد بھی تھے جو اس معاملے میں جائز و ناجائز کا خیال نہیں رکھتے تھے، جیسا کہ ابو الاجداح کے سوال سے مترشح ہوتا ہے، اس لئے فرمایا کہ حیض کے دنوں میں مباشرت ممنوع ہے، اخلاقا بھی اور طبعا بھی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاۗءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْھُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ
فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْھُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ [24]

اور یہ آپ سے حیض کا حکم معلوم کرتے ہیں آپ کہیے کہ وہ گندگی ہے 'سو عورتوں سے حالت حیض میں الگ رہو ' اور ان سے عمل زوجیت نہ کرو حتی کہ وہ پاک ہو جائیں 'اور جب وہ مکمل پاک ہو جائیں تو ان کے پاس (وہاں) آؤ ' جہاں سے (آنے کا) اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے بیشک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

''اذی'' کا لفظ وسیع ہے اور ان دونوں معنوں کو شامل ہے۔ ''اذی'' کا معنی تکلیف، بیماری اور گندگی بھی ہے۔ چنانچہ طبّی حیثیت سے حیض کے دوران عورت کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ صحت کی نسبت بیماری سے زیادہ قریب ہوتی ہے۔ ''الگ رہو'' اور ''قریب نہ جاؤ'' ان دونوں سے مراد مجامعت کی ممانعت ہے[25]۔

علامہ راغب (رح) مفردات میں بتاتے ہیں'' ذالك اذى باعتبار الشرع وباعتبار الطب على حسب مايذ كره اصحاب هذه الصناعة يقال اذيته. اوذيته ايذاء واذيته اذى ''۔ حیض کا نام باعتبار شریعت اذیٰ رکھا گیا ہے اور طب میں بھی اطباء کے اقوال کے مطابق یہ تکلیف دہ چیز ہے۔ چونکہ اطباء نے لکھا ہے ایام حیض میں مقاربت موجب امراض مہلکہ ہے۔ یہی امر تشفیقی قرآن کریم میں ہے کہ وہ چونکہ ایام موذی ہیں لہذا ان ایام میں عورتوں سے اعتزال کرو یعنی مخالطت و مقاربت سے محترز رہو[26]۔

حدیث مبارکہ میں روایت ہے:

عن أبي هريرة قال: من أتى حائضا, أو امرأة في دبرها فقد كفر بما أنزل على محمد صلى الله عليه وسلم [27]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں یا اس کے پیچھے کے مقام سے صحبت کی تو اس شخص نے اس حکم کا انکار کیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا"

اس حوالے سے مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں

تمہاری عورتیں تمہارے کھیت ہیں لہٰذا تم (کو اجازت ہے کہ تم) اپنے کھیتوں میں جس طرح چاہو آؤ (مگر اس شرط سے کہ محل ایتان وہی مقام ہو جو ایتان کیلئے موضوع ہے اور خلاف وضع فطری نہ ہو۔اور یاد رکھو کہ یہ لذائذ مقصود اصلی نہیں ہیں بلکہ مقصود اصلی اعمال صالحہ ہیں پس تم ان میں پورے طور پر منہمک نہ ہو اور) تم کو چاہیے کہ اپنے لئے (نیکیاں) آگے بھیجتے رہو اور خدا سے ڈرتے رہو اور یہ جان لو کہ تم ایک روز اس سے ملنے والے ہو (پس اگر تم نے اس کے احکام کی تعمیل نہ کی تو اس کے سامنے کیا منہ لیکر جاؤ گے [28]۔

شریک حیات کے جذبات کا لحاظ رکھنا

یہاں مردوں کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ ازدواجی تعلق اور مباشرت میں بیویوں کی جنسی تسکین کا پورا خیال رکھیں۔ مرد کو صرف اپنی تسکین سے مطلب نہ ہو بلکہ اپنی شریک حیات کی خواہشات کو بھی مد نظر رکھنا بھی نہایت ضروری ہے، حدیث میں ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مرد کے لیے صحبت سے قبل بیوی کے ساتھ پیار محبت کا رویہ اپنانا عین سنت ہے، تسکین ہو، محض جانوروں کی طرح اپنی خواہش پوری کرنا انسانیت نہیں جیسا کہ حدیث ہے:

لا يَقَعَنَّ أحدُكم على امرأتِه كما تَقَعُ البَهيمةُ وليكنْ بينهما رسولٌ قيل: وما الرسولُ؟ قال: القُبلةُ والكلامُ۔ [29]

تم میں سے کوئی اپنی بیوی پر اس طرح نہ گر پڑے جس طرح جانور گرتے ہیں۔پہلے دونوں کے درمیان پیغام رسانی ہونی چاہیے۔پوچھا گیا کہ پیغام رسانی کا کیا مطلب یا رسول اللہ؟(صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بوسے لینا اور محبت بھری بات چیت کرنا"۔

ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

:خیر کم خیر کم لاھلہ وانا خیر کم لاھلی- [30]

تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور میں تم میں سے اپنے اہل کے ساتھ سب سے بہترین ہوں۔"

فقہ اسلامی میں غیر فطری طریقہ سے ازدواجی تعلقات کی ممانعت:

اللہ رب العزت نے انسان میں فطری اور طبعی طور پر جو دواعی اور تقاضے رکھے ہیں ان ہی میں ایک داعیہ و تقاضہ جنسی (یعنی مرد وعورت کا باہمی جسمانی تعلق) بھی ہے، یہ داعیہ و تقاضا انسان کے لیے صرف لذت و عشرت اور خوشی وشادمانی کا باعث ہی نہیں؛ بلکہ بقائے نسل انسانی کا سبب بھی ہے، یہی وجہ ہے کہ جائز طور پر اس جنسی وبشری تقاضے کی تکمیل کو شریعت نے نہ صرف جائز قرار دیا؛ بلکہ اسے عبادت و باعثِ اجر فرما کر اس کی حوصلہ افزائی بھی فرمائی، لیکن اسی کے ساتھ اگر کوئی شخص اس کے لیے غیر فطری اور ناجائز طریقے اختیار کرے تو پھر شریعت نے اس کی نہایت سخت مذمت بھی فرمائی ہے۔ارشاد نبوی ہے:

عن ابن عباس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا ينظر الله إلى رجل أتى رجلا، أو امرأة في دبرها.[31]

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس مرد کی طرف (رحمت کی نظر سے) نہیں دیکھتا جو کسی مرد سے بدکاری کرتا ہے، یا عورت (بیوی) سے اس کے پیچھے کے مقام سے صحبت کرتا ہے۔"

اس جیسی اور بھی بہت سی روایات ہیں، جن سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اسلام ازدواجی تعلق اور رشتہ ء مناکحہ میں فطری طریقہ کے علاوہ کسی طریقہ کو پسند نہیں کرتا، اخلاقی طور پر ایک سلیم الفطرت انسان اس قسم کے قبیح فعل سے گریز ہی کرتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کام کرنے والے پر لعنت کی ہے، اور فرمایا:

مَلْعُونٌ مَنْ أَتَى امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا

"ایسا شخص ملعون ہے جو عورت کی پچھلی شرمگاہ میں جماع کرتا ہے"[32]

بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا:

عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَتَى حَائِضًا، أَوْ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا، أَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [33](جس نے حائضہ سے جماع کیا یا بیوی کی پچھلی شرمگاہ میں جماع کیا یا کسی کاہن کے پاس آیا تو اس محمد پر نازل شدہ -قرآن- سے کفر کیا)

عمل مباشرت میں غیر فطری طریقہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے استفتاء

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وہ ہستیاں ہیں جب انہیں کوئی مسئلہ درپیش ہوتا فوراً حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتے اور اپنا مسئلہ حل فرمالیتے، اسی طرح صحابیات بھی آپ سے مسائل کا حل تلاش فرماتی تھیں ایک مرتبہ بعض خواتین کو صحبت کے مخصوص طریقہ کے بارے اشکال ہوا، تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا۔

عن عبد الرحمن بن سابط قال: دخلت على حفصة ابنة عبد الرحمن فقلت انى سائلك عن أمر وأنا استحي ان أسألك عنه فقالت لا تستحي يا بن أخي قال عن آتيان النساء في أدبارهن قالت حدثتني أم سلمة ان الأنصار كانوا لا يجبون النساء وكانت اليهود تقول انه من جبى امرأته كان ولده أحول فلما قدم المهاجرون المدينة نكحوا في نساء الأنصار فجبوهن فأبت امرأة ان تطيع زوجها فقالت لزوجها لن تفعل ذلك حتى آتي رسول الله صلى الله عليه و سلم فدخلت على أم سلمة فذكرت ذلك لها فقالت اجلسي حتى يأتي رسول الله صلى الله عليه و سلم فلما جاء رسول الله صلى الله عليه و سلم استحت الأنصارية ان تسأله فخرجت فحدثت أم سلمة رسول الله صلى الله عليه و سلم فقال ادعى الأنصارية فدعيت فتلا عليها هذه الآية {نساؤكم حرث لكم فأتوا حرثكم أنى شئتم} صماما واحدا[34]۔

"عبدالرحمن بن سابط کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے یہاں حفصہ بنت عبدالرحمن آئی ہوئی تھیں میں نے ان سے کہا میں آپ سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں لیکن پوچھتے ہوئے شرم آرہی ہے، انہوں نے کہا بھتیجے شرم نہ کرو میں نے کہا کہ عورتوں کے پاس پچھلے حصے میں آنے کا کیا حکم ہے، انہوں نے بتایا کہ مجھے حضرت ام سلمہؓ نے بتایا ہے کہ انصار کے مرد اپنی عورتوں کے پاس پچھلے حصے سے نہیں آتے تھے، کیونکہ یہودی کہا کرتے تھے کہ جو شخص اپنی بیوی کے پاس پچھلی جانب سے آتا ہے اس کی اولاد بھینگی ہوتی ہے، جب مہاجرین مدینہ منورہ آئے تو انہوں نے انصاری عورتوں سے بھی نکاح کیا اور پچھلی جانب سے ان کے پاس آتے، لیکن ایک عورت نے اس معاملے میں اپنے شوہر کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور کہنے لگی کہ جب تک میں نبی علیہ السلام سے اس کا حکم نہ پوچھ لوں اس وقت تک تم یہ کام نہیں کر سکتے۔ چنانچہ وہ عورت حضرت ام سلمہؓ کے پاس آئی اور ان سے اس کا ذکر کیا، حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ، نبی علیہ السلام آتے ہی ہوں گے، جب نبی علیہ السلام تشریف لائے تو اس عورت کو یہ سوال پوچھتے ہوئے شرم آئی لہذا وہ یوں ہی واپس چلی گئی، بعد میں حضرت ام سلمہؓ نے نبی علیہ السلام کو یہ بات بتائی تو نبی علیہ السلام نے فرمایا اس انصاریہ کو بلاؤ! چنانچہ اسے بلایا گیا اور نبی علیہ السلام نے اس کے سامنے یہ آیت تلاوت فرمائی "تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں سو تم اپنے کھیت میں جس طرح آنا چاہو، آسکتے ہو" اور فرمایا کہ ایک ہی راستہ ہے۔
"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے ازواج مطہراتؓ وہ واسطہ تھیں کہ جن کے ذریعے صحابیات جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے ازدواجی مسائل کا حل بھی معلوم کرتی تھیں، اس حدیث میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ صحبت کے تمام طریقے جائز و درست ہیں بشر طیکہ وہ ذریعہ اختیار کیا جائے جہاں سے اولاد کا حصول ممکن ہوتا ہے، کیونکہ وہی کھیتی کی جگہ ہے، جس سے اولاد حاصل ہوتی ہے، اس کے علاوہ تمام ذرائع غیر شرعی ہیں ان سے اجتناب کیا جانا ہے یہ اسلامی تعلیمات ہیں۔

فقہ حنفی کی مشہور فتاویٰ کی کتاب، ''کتاب الفتاویٰ'' میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں

سوال:- {1781} ایک مسلمان شوہر اپنی بیوی سے غیر فطری جنسی تسکین زور وز بردستی کرتا ہے، بیوی اس عمل کو روکنے پر قادر نہیں؟ وہ کیا کرے؟ جواب:- اسلام دین فطرت ہے اور اس نے قانون فطرت کے دائرے میں رہتے ہوئے انسانوں کی ضروریات اور تقاضوں کو پوری کرنے کی اجازت دی ہے، لیکن انسان فطرت اور شریعت کی حدوں کو پھاند جائے، یہ قطعاً درست نہیں اور اس میں نہ صرف آخرت کا نقصان ہے، بلکہ فطرت سے بغاوت انسان کو دنیا میں بھی نقصان سے دوچار کرتی ہے، اس لیے شوہر کا یہ عمل قطعاً حرام اور گناہ ہے اور رسول اللہ ﷺ نے بتاکید اس سے منع فرمایا ہے، (۱) جو باتیں گناہ اور اللہ تعالی کی نافرمانی کی ہوں، ان میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں، اس لیے بیوی پر اس معاملہ میں کہ اگر شوہر کو سمجھانے کے باوجود اس سے باز نہ آئے، تو خاندان کے بزرگوں، یا سماج کے ذمہ دار لوگوں کے سامنے اپنی شکایت پیش کرے، تاکہ وہ شوہر کو تنبیہ کر سکیں، اللہ تعالی نے مظلوم کو اس بات کی اجازت دی ہے کہ وہ ظلم سے بچنے کے لیے بری بات کو ظاہر کر دے: {لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ} اور اگر وہ ایسے ظالم شوہر سے علاحدگی چاہتی ہو، تو اسے اس کا بھی حق ہے، وہ دار القضاء، یا شرعی

پنچایت میں اس بنیاد پر تفریق کا مقدمہ کر سکتی ہے اور قاضی بشرط ثبوت اس کا نکاح فسخ کر سکتا ہے؛ کیوں کہ یہ عورت کے لیے ضرر شدید ہے،اور رفع ضرر قاضی کی بنیادی ذمہ داری ہے[35]۔

اسی طرح بعض اور مفتیان کرام اس حوالے سے فرماتے ہیں:

بیوی سے غیر فطری فعل (لواطت) کرنا حرام،اور گناہ کبیرہ اور غضب الٰہی کا موجب ہے،[36]

جنسی اعضاء کا صحیح استعمال اور جنت کی ضمانت

اسلام دین فطرت ہے، دین اسلام نے ہمیں گندگی اور گمراہی سے نکالا اور پاکیزگی اور طہارت کا حکم دیا ہے،اور بعض لوگ اس پاکیزگی اور طہارت کو چھوڑ کر شیطانی روش اختیار کرتے ہوئے گندگی والے اور غیر فطری راستے اپنانے کی کوشش کرتے ہیں، جبکہ ہمارا دین اسلام بہت صاف اور پاکیزگی والا ہے۔ شرمگاہ کی حفاظت ہمارے لیے جنت کی ضمانت ہے،ارشاد نبوی ہے:

من يضمن لى ما بين لحييه وما بين رجليه اضمن له الجنة[37]

"جو شخص مجھے اس چیز کی ضمانت دے جو اس کے دو جبڑوں کے (زبان) اور دو ٹانگوں (شرمگاہ) کے درمیان ہے، تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔"

اس حدیث کا تقاضا بھی ہے کہ انسان کے پاس یہ عضو تناسل امانت ہے،اس کو اپنی مرضی سے استعمال کرنے کی ہرگز اجازت نہیں، صرف اسی ذات خداوندی کہ جس نے یہ نعمت عطا فرمائی ہے،اسی کی فرمانبرداری میں اس کے دین قیم کی روشنی میں استعمال کر سکتا ہے، وگرنہ یہی اعضاء غلط استعمال کی وجہ سے جہاں دنیا میں رسوائی کا سبب ہوں گے،وہاں قیامت کے روز بھی اللہ کے حضور گواہی دیں گے، جس دن کوئی ان کو روکنے والا نہیں ہوگا۔ اللہ ہم کو اپنے احکامات کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

کیا اسلام نے عورتوں کو مارنے پیٹنے کی اجازت دی ہے؟

جدید ذہنوں میں اکثر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام بھی عورت پر ہاتھ اٹھانے اس پر تشدد،اور مار پیٹ کرنے کا حکم دیتا ہے، جیسا کہ سورۃ النساء کی آیت نمبر 34 میں، مگر اس بات کو بھی ذہن نشین رکھنے کی ضرورت ہے وہ کون سے امور ہیں جن میں مرد کو یہ اختیار دیا گیا ہے:

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۭ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَھُنَّ فَعِظُوْھُنَّ وَاهْجُرُوْھُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْھُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا [38]

نیک عورتیں فرمان بردار ہوتی ہیں، مرد کی غیر موجودگی میں اللہ کی دی ہوئی حفاظت سے (اس کے حقوق کی) حفاظت کرتی ہیں۔ اور جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو تو (پہلے) انھیں سمجھاؤ،اور (اگر اس سے کام نہ چلے تو) انھیں خواب گاہوں میں تنہا چھوڑ دو، (اور اس سے بھی اصلاح نہ ہو تو) انھیں مار سکتے ہو۔ پھر اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو ان کے خلاف کارروائی کا کوئی راستہ تلاش نہ کرو۔ یقین رکھو کہ اللہ سب کے اوپر، سب سے بڑا ہے۔

لفظ" وَاضْرِبُوْھُنَّ" سے متعلق مفسرین کرام کے اقوال کا جائزہ:

اس حوالے سے سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ، تفسیر تفہیم القرآن میں لکھتے ہیں:

"نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بیویوں کے مارنے کی جب کبھی اجازت دی ہے بادل ناخواستہ دی ہے اور پھر بھی اسے ناپسند ہی فرمایا ہے۔ تاہم بعض عورتیں ایسی ہوتی ہیں جو پٹے بغیر درست ہی نہیں ہوتیں۔ ایسی حالت میں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہدایت فرمائی ہے کہ منہ پر نہ مارا جائے، بے رحمی سے نہ مارا جائے اور ایسی چیز سے نہ مارا جائے جو جسم پر نشان چھوڑ جائے۔[39] "

پیر کرم شاہ الازہریؒ اپنی معرکۃ الاراء تفسیر، ضیاء القرآن میں تحریر فرماتے ہیں:

"یعنی اگر تمہیں ان کی نافرمانی کا پورا علم ہو جائے تو پہلے ہی غصہ سے بے قابو ہو کر انتہائی اقدام نہ کرو۔ بلکہ پہلے انھیں نرمی سے سمجھاؤ۔ اور اگر فہمائش موثر ثابت نہ ہو تو پھر ان سے الگ رات بسر کیا کرو۔ اور محبت بھری باتیں کرنا ترک کر دو۔ وہ عورت جس میں شرافت کی حس ابھی زندہ ہے وہ اس سرزنش سے ضرور اپنی اصلاح کر لے گی۔ لیکن اگر یہ طریقہ کار بھی مفید ثابت نہ ہو تو پھر تم اس کو مار بھی سکتے ہو۔ لیکن مار ایسی سخت نہ ہو جس سے جسم پر چوٹ آ جائے۔ والضرب فی ھذہ الآیۃ ضرب الادب غیر المبرح (قرطبیؒ) اور حضرت ابن عباسؓ سے تو یہ تصریح مروی ہے کہ اگر مارنے کی نوبت آئے تو مسواک یا اس قسم کی کسی ہلکی پھلکی چیز سے مارے۔ آج کل جہلاء اپنی بیویوں کو بھینسوں کی طرح پیٹتے ہیں اس کی اجازت قطعاً اسلام نے نہیں دی۔[40]"

مفتی محمد شفیع عثمانیؒ تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں:

"اس کو معمولی مار مارنے کی بھی اجازت ہے، جس سے اس کے بدن پر اثر نہ پڑے، اور ہڈی ٹوٹنے یا زخم لگنے تک نوبت نہ آئے اور چہرہ پر مارنے کو مطلقاً منع فرما دیا گیا ہے۔[41]"

طلاق کے بعد حسن سلوک کا حکم:

ازدواجی معاملات میں میاں بیوی کے درمیان راستے جدا کرنے کا ایک واحد راستہ طلاق رہ جاتا ہے، لیکن ان معاملات میں بھی اسلام نے عورت کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور اسے ہر طرح کی تکلیف اور ضرر پہنچانے کی ممانعت فرمائی ہے، اس حوالے سے فرمایا گیا۔

وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ [42]

اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور ان کی عدت پوری ہونے کو آ جائے تو پھر یا تو سیدھی طرح انھیں اپنے پاس رکھو یا پھر بھلے طریقے سے انھیں رخصت کر دو۔ انھیں دکھ پہنچانے کی خاطر نہ روکے رکھو (یعنی رجوع کر لو) کہ تم ان پر زیادتی کر سکو۔ اور جو شخص یہ کام کرے گا تو وہ اپنے آپ پر ہی ظلم کرے گا۔

"طلاق سے یہاں مراد طلاق رجعی ہے۔ یعنی جب تک تم نے طلاق مغلظہ نہیں دی اس وقت تک تمہیں اختیار ہے چاہے تو رجوع کر لو اور اسے اپنے گھر بسا لو اور اس کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اور اگر رجوع کا ارادہ نہیں تو پھر اسے عمدگی اور شائستگی سے علیحدہ کر دو۔ جو صورت بھی اختیار کرو اس میں نیک نیتی ملحوظ ہو۔ عورت کو ضرر دینا اور اسے تنگ کرنا ہرگز مقصود نہیں ہونا چاہیے۔ گھریلو زندگی کی اہمیت کے پیش نظر ان قوانین کو غلط استعمال کرنے والوں کو تنبیہہ کی جا رہی ہے کہ اگر تم نے ان قواعد کی تعمیل میں تاویل سے کام لینا

شروع کیا تو یاد رکھو تمہارا یہ جرم نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ تم آیات خداوندی کا مذاق اڑا رہے ہو۔ اور یہ بڑا سنگین جرم ہے۔ اس کی سزا تمہیں بھگتنی پڑے گی"43۔

مذکورہ بالا آیات میں ان عورتوں کا ذکر ہے جو اپنے شوہروں کی فرمانبردار نہیں یا جن سے اس کام میں کوتاہی ہوتی ہے، قرآن کریم نے ان کی اصلاح کے لیے مردوں کو علی الترتیب تین طریقے بتائے ہیں یعنی عورتوں کی طرف سے اگر نافرمانی کا صدور یا اندیشہ ہو، تو پہلا درجہ ان کی اصلاح کا یہ ہے کہ (۱) نرمی سے ان کو سمجھاو (۲) دوسرا درجہ یہ ہے کہ ان کا بستر اپنے سے علیحدہ کر دو، تاکہ وہ اس علیحدگی سے شوہر کی ناراضگی کا احساس کر کے اپنے فعل پر نادم ہو جائیں، (۳) اور جو اس شریفانہ سزا و تنبیہ سے بھی متاثر نہ ہو تو پھر اس کو معمولی مار مارنے کی بھی اجازت ہے، جس سے اس کے بدن پر اثر نہ پڑے، اور ہڈی ٹوٹنے یا زخم لگنے تک نوبت نہ آئے اور چہرہ پر مارنے کو مطلقاً منع فرما دیا گیا ہے۔

خلاصہ مقالہ:

میریٹل ریپ ایک مجرمانہ، غیر منصفانہ ہے، جس سے مراد شریک حیات سے جبری مباشرت کے ساتھ ساتھ مخصوص ایام یا غیر فطری طریقہ سے مباشرت کرنے کا عمل شامل ہے۔ یہ دنیا بھر میں اکثر ممالک نے قانونی جرم قرار دیا گیا ہے، اس کی وجہ سے جن خواتین کو ان کے مردوں کی جانب سے زیادتی کا نشانہ بنایا جاتا ہے ان کو بھی شدید نفسیاتی نتائج بھگتنے پڑتے ہیں۔ ازدواجی عصمت دری کے کچھ قلیل مدتی اثرات میں اضطراب، صدمہ، شدید خوف، افسردگی، خودکشی، کے علاوہ اس حالت میں حساس مقامات پر چوٹیں، لیسریشنز، چوٹ شامل ہیں۔ امراض امتیازات میں اسقاط حمل، سست پیدائشیں، مثانے کے انفیکشن، ایس ٹی ڈی اور بانجھ پن جیسی چیزیں شامل ہیں۔ جس سے معاشرے پر منفی اثرات مرتب ہورہے ہیں ، اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ وہ گھر کو سکون اور مسرت کا گہوارہ بنانا چاہتا ہے، گھر کو مسرت کا گہوارہ بنانے کے لیے ضروری ہے کہ عورت اور مرد میں باہمی جذباتی توافق پیدا کیا جائے، فریقین کو ایک دوسرے کے لیے یگانگت اور وفا کا احساس دلاتا ہے، انسان کا جنسی جذبہ صرف جنسی عمل سے تسکین نہیں پاتا، یہ جذبہ ایک پائدار اور مستحکم جذبہ ہے، جو دراصل ایک باوفا رفیق حیات کی مسلسل رفاقت سے تسکین پاتا ہے، انسان اور جانور میں یہی فرق ہے۔ شوہر اور بیوی کے درمیان مستحکم تعلقات کے لیے ضروری ہے کہ دوسرے مردوں کو بر سر عام کسی عورت سے لطف اندوز ہونے اور جنسی زیادتی کی مہلت نہ دی جائے لہذا اسلام نے ہر ایسے عمل کی مذمت کی ہے جس سے عورت کو جنسی ہراسگی کا سامنا کرنا پڑے، اسلام نے ایام مخصوصہ، اور غیر فطری طریقہ سے مباشرت کرنے والے کو لعن طعن کیا ہے، اور حلال طریقے سے نکاح کو فروغ دینے کا حکم دیا ہے، ازدواجی رشتے کو دیرپا برقرار رکھنے کے لئے شریک حیات سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ اور ہر ایسے عمل کی مذمت کی جس سے اس خوبصورت اور مقدس رشتے کو ٹھیس پہنچے۔

حقیقت یہ ہے کہ دین پر عمل اور سلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر ہی ہم معاشرتی ظلم و ناانصافی، جنسی بے راہ روی، ظلم و زیادتی، اور معاشرے میں بڑھتی ہوئی فحاشی و عریانی کا سدباب کر سکتے ہیں، اگر یہ کہا جائے کہ جنسی بے راہ روی اور جنسی زیادتی کے بڑھتے ہوئے واقعات اسلامی تعلیمات پر عمل اور اسلامی قوانین کے مؤثر طور پر زیادتی اور جنسی ترغیب کے ذرائع، میڈیا کے بے لگام استعمال کے

سبب ہے تو بے جا نہ ہو گا، ضرورت اس امر کی ہے کہ ایک جانب فحاشی عریانی اور جنسی ترغیبات کے ذرائع اور میڈیا کی غیر ضروری آزادی پر قدغن عائد کی جائے، دوسری جانب بلاتاخیر اسلام کی عادلانہ سزائیں اور اسلامی قوانین کے نفاذ کے بلاتاخیر اقدامات کئے جائیں۔ قرآن و سنت اور فقہ اسلامی کی یہ تعلیمات جائز ازدواجی تعلقات کے قیام، نکاح کے حقیقی مقاصد اور تکمیل اور آداب مباشرت کے حوالے سے ایک بے مثال قانون اور مثالی وراثت نما دستور کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ تعلیمات دین فطرت کی ترجمان اور ایک مثالی معاشرے کے قیام کی حقیقی ضامن ہیں۔ بلاشبہ اگر ان تعلیمات پر مخلصانہ طور پر عمل کیا جائے اور شریعت اسلامیہ کی ان تعلیمات کو اپنایا جائے تو معاشرے سے جنسی تشدد، بے راہ روی، فحاشی و عریانی، جنسی زیادتی، اور اس معاملے میں اسلامی تعلیمات کے منافی اقدامات اور بے اعتدالی سے محفوظ و مامون برتا جا سکتا ہے۔ جبری مباشرت غیر فطری عمل، خواتین سے بدسلوکی در حقیقت دین سے دوری اور اسلامی تعلیمات سے لاعلمی کی بنیادی وجوہات ہیں

جبری مباشرت اور ازدواجی و جنسی تشدد عصمت دری کے عواقب و نتائج

جن خواتین کو ان کے شوہروں کی جانب سے جبری مباشرت اور جنسی و جسمانی تشدد زیادتی کا نشانہ بنایا جاتا ہے ان کو شدید نفسیاتی نتائج بھگتنے پڑتے ہیں۔ ازدواجی و جنسی تشدد اور اس عمل میں جبر و زیادتی کے کچھ قلیل مدتی اثرات میں اضطراب، صدمہ، شدید خوف، افسردگی، خودکشی کا نظریہ، اور بعد از تکلیف دہ تناؤ شامل ہیں۔ طویل مدتی اثرات میں اکثر غیر منظم کھانے، نیند کی دشواری، افسردگی، اعتماد کے رشتے قائم کرنے میں دشواریوں اور اپنے بارے میں منفی احساسات میں اضافہ شامل ہیں۔ نفسیاتی اثرات دیر پا رہنے کا امکان ہے۔ کچھ ازدواجی زیادتی سے بچ جانے والے افراد تشدد کے بعد برسوں تک، جنسی بے عملی اور جذباتی درد کی اطلاع دیتے ہیں۔

ازدواجی زیادتی اس سے کہیں زیادہ سفاکانہ، جذباتی طور پر تکلیف دہ اور نقصان دہ ہے کیونکہ ایسی حالتوں میں ایک عورت طویل عرصے تک جنسی تشدد اور اس حوالے سے نفسیاتی فرد کے ساتھ زندگی گزارنے پر مجبور ہوتی ہے اور اسے کہیں اور بھی پناہ نہیں مل پاتی ہے، شوہر کی جانب سے جنسی زیادتی کی صورت میں وہ طویل عرصے تک کمزور زندگی گزارتی ہے۔ شادی کے دوران فراہم کردہ سیکیورٹی اب دستیاب نہیں ہے۔ اس عدم تحفظ نے اسے بے بس اور بے بس کر دیا ہے۔ اس عمل کا مطلب مسلسل تذلیل، غیبت اور شرمندگی ہوتی ہے اور عورت کو شدید جذباتی صدمے کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے جو ازدواجی عصمت دری کی صورتحال کے گرد قائم شرمندگی اور خاموشی کے کلچر سے مزین ہے جہاں ایک عورت کو اس کے بارے میں بات کرنے سے مشروط کر دیا گیا ہے۔

جسمانی اثرات میں اس حالت میں حساس مقامات پر چوٹیں ، ڈپریشن، چوٹ شامل ہیں۔امراض امتیازات میں اسقاط حمل، سست پیدائشیں، مثانے کے انفیکشن، ایس ٹی ڈی اور بانجھ پن شامل ہیں۔ طویل تکلیف دہ علامات جیسے اندرا، کھانے کی خرابی، جنسی عمل اور نفسیاتی نقص شامل ہیں۔وہ خواتین جنھیں شوہروں نے زدوکوب کیا اور ازدواجی معاملات اور جنسی عمل میں زیادتی اور جبر و تشدد کا نشانہ بنایا یا نفساتی و ذہنی طور پر انہیں صدمے اور تکلیف سے دوچار کیا وہ بسا اوقات شدید ذہنی و نفسیاتی دباؤ کے باعث ذہنی نفسیاتی اور جسمانی امراض کا شکار ہوتی ہیں اور یہ رویے بلاشبہ اسلامی تعلیمات کے یکسر منافی، اور فقہ اسلامی کی رو سے قطعی طور پر ممنوع ہیں۔

اصلاح احوال کے لئے تجاویز وسفارشات

مذکورہ موضوع پر مندرجہ بالا بحث کی روشنی میں سفارشات پیش خدمت ہیں

پاکستان پینل کوڈ کے آرٹیکل 376 کے مطابق ریپ کی تو تعریف ہی یہ ہے کہ ایسا جنسی عمل جس میں عورت کی مرضی اور منشا شامل نہ ہو، یا اس کی عمر سولہ سال سے کم ہو اور یا اسے ڈرا دھمکا کر یہ عمل کیا جائے اسے ریپ کہا جائے گا۔اب چاہے یہ عمل شادی کے بغیر کیا جائے یا شادی کے بعد یہ غلط ہی سمجھا جانا چاہیے۔

ازدواجی زیادتی، جنسی تشدد کو پارلیمنٹ کے ذریعہ پاکستانی تعزیراتی ضابطہ کے تحت جرم تسلیم کیا جانا چاہئے۔

وقت کی ضرورت ازدواجی تعلقات میں جبر و زیادتی، جنسی تشدد اور غیر فطری عمل جیسے ذہنی نفسیاتی و جنسی تشدد کے باعث امور کو قابل تعزیر جرم قرار دیتے ہوئے اس جرم کے لئے سخت قانون بنانے کی ضرورت ہے۔ مردوں کے ذریعہ عصمت دری کے لئے شادی کو لائسنس نہیں سمجھنا چاہئے۔ ہمیں اس پرہیزگاری یعنی شادی کے تقدس کو برقرار رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ معاشرتی حوالے سے اس عمل میں عورت کو بدنما داغ سمجھنے اور لوگوں کے گروہی رویہ کو بدلنا چاہئے۔

اس طرح کے جرم کو روکنے کے لئے پہلا قدم خواتین کو بااختیار بنانا اور تعلیم دینا ہے کہ وہ اس طرح کی غیر انسانی حرکتوں کے خلاف احتجاج اور قانونی راستہ اختیار کرنا عورت کا شرعی و قانونی حق ہے اس حوالے سے قرآن وسنت اور فقہ اسلامی کی روشنی میں مؤثر، قابل عمل اور مربوط قانون سازی کی جانی چاہیے، ازدواجی تعلق اور جنسی روابط کے عمل میں فطری تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسلامی تعلیمات اور فقہ

وشریعت کی تعلیمات کو بھی ہر سطح پر پیش نظر رکھتے ہوئے ان پر عمل پیرا ہونا چاہیے، اس حوالے سے اسلامی تعلیمات دین ودنیا میں کامیابی اور عائلی ازدواجی زندگی کے لئے مشعل راہ اور مینارہ نور ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

---

[1] قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، بَابُ بَيَانِ أَنَّ اسْمَ الصَّدَقَةِ يَقَعُ عَلَى كُلِّ نَوْعٍ مِنَ الْمَعْرُوفِ جلد 2، ص 697، دار احیاء التراث العربي - بیروت

[2] Anonym, "Marital Rape", retrieved from http://rationalwiki.org/wiki/Maritel-rape on March 2nd, 2012 at 15.51

[3] http://www.livemint.com/Politics/b6HcnmMqYadNzWAP05FbEO/Behind-closed-doors-Marital-rape-in-India.html(

[4] https://www.humsub.com.pk/244359/ahsan-bodla-13(/

[5] http://indialawjournal.com/volume2/issue_2/article_by_priyanka.html

[6] National Clearinghouse on Marital and Date Rape, 1996

[7] Schulhofer, S.J., *Unwanted Sex : The Culture of Intimidation and the Failure of Law* (Harvard University Press, Cambridge, 1998), p. 30)

[8] Simester, A.P. & Brookbanks, J., *Principles of Criminal Law* (1st Edn., Brookers Ltd., Wellington, 1998), p. 552.

[9] Anonym, "Marital rape", retrieved from http://en.wikipedia.org/wiki/Marital_rape on March 2nd, 2012 at 14.30

[10] القرآن، سورۃ النساء:124

[11] القرآن، سورۃ الاحقاف:15

[12] القرآن، سورۃ نور:32

[13] القرآن، سورۃ البقرۃ:232

[14] القرآن، سورۃ الرعد38

[15] القرآن، سورۃ فرقان۔74

[16] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری کتاب ا لنکاح، جلد2، ص758 قدیمی کتب خانہ پشاور

[17] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، بَابُ التَّرْغِيبِ فِي النِّكَاحِ جلد7، ص2 حدیث نمبر 5063، دار طوق النجاۃ

[18] ایضا

[19] القرآن، سورۃ الاعراف:189

[20] القرآن، سورۃ سورۃ النساء:19

[21] ترمذی، محمد بن عیسی، جامع الترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق المرأۃ علیٰ زوجہا جلد،2، ص457، دار الغرب الِاسلامی۔ بیروت

[22] قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، جلد2، ص1090، دار احیاء التراث العربي - بیروت

[23] الشیبانی، امام احمد بن حنبل، مسند احمد، جلد35، ص291،، الناشر: دار الحدیث - القاھرۃ

[24] القرآن، سورۃ البقرہ آیت:222

[25] کیلانی، مولانا عبد الرحمن، تفسیر تیسیر القرآن، تفسیر در آیت سورۃ البقرۃ آیت 222

[26] اصفہانی، امام راغب، مفردات القرآن، ص72، دار القلم، الدار الشامیۃ - دمشق بیروت

[27] ابن ابی شیبہ، ابو بکر، عبد اللہ بن محمد، مصنف ابن ابی شیبہ، دار السلفیۃ، الھند، 1399۔ حدیث 17077

[28] تھانوی، اشرف علی تھانوی، مولانا، تفسیر حل القرآن، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 222

[29] مسند الفردوس

[30] سنن ترمذی: امام اَبو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ : کتاب المناقب : ۲/۶۴۴۔ اسلامی کتب خانہ فضل الٰہی مارکیٹ، چوک اردو بازار لاہور۔

[31] ابن ابی شیبہ، ابو بکر، عبد اللہ بن محمد، مصنف ابن ابی شیبہ، دار السلفیۃ، الھند، **1399**۔ حدیث۔ **17070**۔ **4**/**251**۔

[32] الشیبانی، امام احمد بن حنبل، مسند امام احمد، جلد15، ص457، الناشر: دار الحدیث - القاھرۃ

[33] الشیبانی، امام احمد بن حنبل، مسند امام احمد، جلد16، ص142، الناشر: دار الحدیث-القاھرۃ

[34] الشیبانی، امام احمد بن حنبل مسند احمد: حدیث، جلد 44، ص219، حدیث نمبر27136، الناشر: دار الحدیث-القاھرۃ

[35] رحمانی، محمد خالد سیف اللہ، کتاب الفتاویٰ، جلد5، ص،116

[36] قاسمی، شبیر احمد مفتی، فتاویٰ قاسمیہ، جلد16، ص200

[37] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، بیروت،1407۔ حدیث6109، دار ابن کثیر

[38] القرآن: سورۃ النساء آیت نمبر34

[39] مولانا مودودیؒ، سید ابوالاعلیٰ، تفسیر تفہیم القرآن، در تفسیر آیت سورۃ النساء آیت نمبر34

[40] الازہری، پیر سید کرم شاہؒ، تفسیر ضیاء القرآن، در تفسیر آیت سورۃ النساء آیت نمبر34

[41] عثمانی، محمد شفیعؒ مولانا، تفسیر معارف القرآن، در تفسیر آیت سورۃ النساء آیت نمبر34

[42] القرآن: سورۃ البقرۃ آیت نمبر231

[43] الازہری، پیر سید کرم شاہؒ، تفسیر ضیاء القرآن، در تفسیر سورۃ البقرۃ آیت نمبر231